قبلہ حضرت مائی صاحبہ

ہمسفر ضیاء الامت

محترمہ آسیہ پیرزادہ☆

آپ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی ہیں۔ صاحب علم و فضل اور پیکر کردار و عمل ہیں۔ شخصیت و کردار میں قبلہ مائی صاحبہ کی عملی تصویر ہیں۔

چار جون ۲۰۰۷ء منگل کی شام شیخ زید ہسپتال لاہور کے سی سی یو میں ہماری اس ہستی نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی جس کے قدموں کے نیچے ہماری جنت پوشیدہ تھی، جس کی دعاؤں کا سائبان ہمارے سروں پر تنا ہوا تھا جس کی محبتوں اور شفقتوں کی گھنی چھاؤں تلے ہم اکثر ستا لیتے تھے، اپنی پریشانیوں اور غموں کو ہم اس ہستی کی مہربان گود میں سر رکھ کر بھول جاتے تھے جس کے اردگرد ہم بہن بھائی اکٹھے ہو کر اکتساب نور کیا کرتے تھے۔

جس کے ہونے سے ہر طرف پھول کھلتے تھے
جس کے احساس سے معطر تھی فضا
جس کے نور سے فروزاں تھا جہاں اپنا
جس کی خوشبو سے مہکتا تھا گلستان اپنا

آج ہم اس دردناک خبر کے ساتھ اور ساکن مبہوت کھڑے ہیں، دل شدت غم سے پھٹا جا رہا ہے آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں ہے، کچھ سمجھ نہیں آ رہا، فردوس بریں کی راہیں اوجھل ہونے کو ہیں دعاؤں کا سائبان ہٹا چاہتا ہے وہ مشفق گود، غموں کی پناہ گاہ جہاں سر رکھ

☆ مسز احمد اویس پیرزادہ، ڈائریکٹر جنرل مرکز قومی بچت، اسلام آباد

کر بوڑھا بھی بچہ بن جاتا ہے اپنے اضطراب اور پریشانیوں کو آنسوؤں میں بہا کر ہلکا پھلکا
محسوس کرنے لگتا ہے، خواب ہوا چاہتی ہے وہ نور جس سے روشنی لیکر ہم اپنی تاریک راہوں کو
منور کرتے تھے، اپنی منزل حقیقی قبر میں آرام فرمانے کو ہے وہ سعید روح جو اپنے فرائض ادا
کر کے رب قدیر کے انعامات سے لطف اندوز ہونے کی منتظر ہے، کچھ دیر کے بعد پردہ فرما
جائے گی ۔ اللہ رب العزت ان پر اپنی رحمتیں فرمائے انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا
فرمائے ۔ امین ثم امین ۔ آقائے نامدار، مالک حوض کوثر رحمۃ للعالمین اپنی رحمت للعالمینی
کے صدقے میری ماں کو حوض کوثر کے جام بھر بھر کر پلائیں آمین ۔

"کل نفس ذائقة الموت"

آج جس محترم بندی نے اپنے رب ذوالجلال کے اس حکم پر سر تسلیم خم کیا جس کی زبان
ذائقۃ الموت سے آشنا ہوئی جس کی روح سعید جانب فردوس مائل پرواز ہے، وہ نہ صرف
ہماری ماں تھیں بلکہ وہ اس نامور باکمال صاحب تقویٰ و ورع ہستی کی شریک حیات بھی تھیں
جسے دنیا ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے وہ اس بزرگ ہستی کی ہمسفر زندگی بھی تھیں
جس نے ساری زندگی اپنے مقصد حیات کی تکمیل کے لئے مجاہدے میں گزاری وہ علامہ
اقبال کے اس شاہین صفت انسان کی زوجہ تھیں جس کی نگاہ اوج ثریا سے پرے دیکھتی تھی
جو دین و دنیا دونوں میں معزز و معتبر ٹھہرا ۔

ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ سے پیار کرنے والے آپ کے پیر بھائی دار العلوم کے تمام اساتذہ
و تلامذہ کلیۃ الغوثیہ کی طالبات و معلمات سب غمزدہ و رنجیدہ ہیں ۔ ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کے
بعد آج وہ دوبارہ ایک عظیم صدمہ سے دوچار ہیں ۔ ان سب کی خیر خواہ، ان سے محبت کرنے
والی ان کی ماں پردہ پوش ہونے کو ہیں ۔

" انا للہ وانا الیہ راجعون"

میں جب آنکھیں بند کرتی ہوں اور اپنے بچپن میں جھانکتی ہوں تو اپنے ہوش کا جو پہلا

منظر مجھے دکھائی دیتا ہے، وہ میری ماں ہے جو ہر وقت مصروف ہے اندر باہر آ جا رہی ہیں کبھی روٹیاں پکا رہی ہیں کبھی گیلی لکڑیوں کو پھونکیں مارتی دکھائی دیتی ہیں کبھی آٹا گوندھتی کبھی مہمانوں کی خیریت دریافت کرتی کبھی ان کے آرام کے لئے بستر لگواتی لوگوں کی موجودگی میں بھی خود کام کرتی نظر آتی ہیں۔ وہ کوئی بھی کام کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کرتی تھیں۔ ''کام کام کام'' شاید میرے والدین کا مقصد حیات تھا ان آنکھوں نے نہ اپنے بابا جان کو کبھی فارغ یا بے مقصد بیٹھے دیکھا نہ اپنی ماں کو۔ قبلہ ابا جان تمام دن کی مصروفیات کے بعد دوپہر کو کھانا کھانے گھر تشریف لاتے تو اخبارات ساتھ ہوتے کھانے کا وقفہ بھی اخبارات کے مطالعہ کے لئے مقرر تھا۔ مجھے دادی اماں کہتی سنائی دیتیں: کرم شاہ! کھانا کھاؤ پھر انہیں پڑھنا، تعمیل حکم ہوتا جب دادی اماں کہیں آگے پیچھے ہوتیں تو پھر مطالعہ شروع ہو جاتا اسی طرح میں نے اپنی ماں کو بھی ہر وقت مصروف ہر لمحہ مشغول کار ہر ساعت کوئی نہ کوئی کام کرتے ہوئے پایا، ایک لمحہ کا ضیاع بھی ان ہستیوں کو گوارا نہ تھا۔

بچپن میں رات کو جب ہم ان کے اردگرد سوتے اور کہانی کی فرمائش کرتے تو ہمیں انبیائے کرام یا مجاہدین اسلام کی کہانیاں سناتیں ہم بہن بھائیوں کو بچپن سے ہی حضرت ابراہیم، حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے بارے میں پوری تفصیلات پتا تھیں اور انبیاء کے قصے جو قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو بیان فرمائے ہیں، ان سے کہانی کی صورت میں آگاہ تھے۔

مجاہدین اسلام سے بھی امی جان بے حد محبت کرتیں۔ نسیم حجازی کے اکثر ناول (جو ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کے شروع دنوں میں امی جان کو خرید کر دیئے تھے) آپ نے پڑھ رکھے تھے اس طرح امی جان ہمیں کبھی خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ کبھی محمد بن قاسم کبھی طارق بن زیاد اور کبھی موسیٰ بن نصیر کے واقعات سناتی تھیں۔ وہ اتنی تھکی ہوئی ہوتیں کہ کہانی سناتے سناتے سو جاتیں ہم بار بار جگا کر کہانی سنتے یہاں تک کہ ہم نیند کی وادیوں

میں کھو جاتے۔ یہاں دنوں ہوتا جب وہ جلدی فارغ ہو جاتیں۔
وہ صبح سحری کے وقت اٹھتیں نماز پڑھنے کے بعد سب گھر والوں کو جگاتیں پھر وہی
معمولات زندگی شروع ہو جاتے جب تک صحت مند رہیں تمام کام خود کرتیں یا اپنی نگرانی
میں کرواتیں نہ کبھی اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتی اور نہ سستی کا مظاہرہ کیا۔ بہت خوش دلی
اور احسن طریقے سے اپنے فرائض انجام دیتیں۔ میں نے اپنی ساری زندگی انہیں فارغ
نہیں دیکھا۔ سخت بیماری میں بھی ذرا آرام ملنے پر وہی معمولات شروع ہو جاتے۔
شوگر اور بلڈ پریشر کے علاوہ وہ گردوں کی مریض بھی تھیں لیکن جس حوصلہ مندی اور صبر
کے ساتھ اپنی بیماری کے دن گزارے، قابل بیان ہیں۔ ڈائیلائسز کے بعد جب وہ لاہور
سے بھیرہ جمعہ کی شام کو واپس آتیں اور لوگ ملنے آتے تو سارا دن بیٹھ کر ان کی باتیں سنتیں
دم کرتیں ان کو مشورے دیتیں ان کے گھر بار کی خیریت دریافت کرتیں۔ ہمارے بار بار کہنے
پر بھی کہ لیٹ جائیں تھوڑا آرام کر لیں لیکن وہ کہتیں کہ دور دراز سے لوگ سفر کی مصیبتیں جھیل
کر ملنے آئے ہیں اپنا دکھ سکھ بتانے آئے ہیں اپنی روداد کہنے آتے ہیں میں کیسے ان کا حال
نہ سنوں ان کے دکھ نہ بانٹوں یہی تو میری ساری زندگی کا حاصل ہے یہی تو میری عبادت ہے۔

امی جان شروع میں اکثر قبلہ ضیاء الامت سے ذکر کرتیں کہ کام کی زیادتی کی وجہ
سے وہ نہ تو علماء کی تقاریر سن سکتی ہیں نہ نفلی عبادت کر سکتیں ہیں آپ امی جان کو تسلی دیتے ان
کی حوصلہ افزائی کے لئے مائی صاحبہ سیال شریف کا واقعہ بیان فرماتے۔

ایک دفعہ جب قبلہ مائی صاحبہ نے پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ لوگ اتنی عبادت
کرتے ہیں نوافل پڑھتے ہیں جب کہ میں مہمانوں سے ملنے ملانے اور ان کے کھانے اور
آرام کے بندوبست میں مصروف رہتی ہوں۔ اس لئے نفلی عبادت نہیں کر سکتی اس پر آپ
حضرت سیال نے فرمایا:

"آپ میری عبادات کا ثواب لے لیں اور مخلوق خدا کی خدمت کا ثواب مجھے دے

دیں"۔

اس لئے میں بھی آپ سے یہی کہتا ہوں کہ اپنا ثواب میرے ثواب سے بدل لیں۔

یہی وہ حوصلہ افزائی اور قدر دانی تھی جس نے مہمیز کا کام کیا اور خدمت خلق کو امی جان نے اپنی پسندیدہ نفلی عبادت جانا وہ ہر وقت لوگوں کی خدمت اور ان کی آؤ بھگت میں مصروف رہتیں انہوں نے نفلی عبادت پر اللہ کے بندوں کی خدمت کو ترجیح دی۔ مجھے جب بھی ان کے اس وصف کا خیال آتا ہے تو ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نگاہوں میں گھومنے لگتا ہے۔

ایک روز حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنے کمرے میں آرام فرما رہے تھے کہ اچانک آپکو کمرے کے ایک کونے میں روشنی دکھائی دی آپ نے دیکھا کہ ایک فرشتہ رجسٹر میں کچھ لکھ رہا ہے۔آپ کے پوچھنے پر اس نے بتایا میں اس میں ان لوگوں کے نام رقم کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔اس پر ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا میرا نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھو جو اللہ کے بندوں سے محبت کرتے ہیں۔فرشتہ آپ کا نام لکھ کر چلا گیا ۔دوسری رات پھر آپ نے دیکھا کہ فرشتہ رجسٹر میں کچھ لکھنے میں مصروف ہے۔آپ کے دریافت کرنے پر کہ میرا نام بھی لکھا ہے یا نہیں؟ فرشتے نے رجسٹر آپ کو دکھایا آپ کا اسم گرامی ان لوگوں کی فہرست میں سب سے اوپر جگمگا رہا تھا جن سے اللہ تعالیٰ خود محبت فرماتا ہے۔

اس طرح وہ اپنی مخلوق سے پیار کرنے والوں کو اپنی رضا کا شرف بخشتا ہے۔ مجھے امید ہے میرا یقین ہے کہ میرا رب میری ماں کو اس محبت کے صدقے جو وہ اس کے بندوں سے کرتی تھی، ضرور اپنی رضا کا اعزاز بخشے گا۔ان شاء اللہ

وہ بہت سخی تھیں بچپن میں جھانکوں تو بھی اپنی ماں کو گھر آئی ہوئی اللہ کی نعمت بانٹتے دیکھتی ہوں ہوش کی آنکھ سے بھی وہ اللہ کی دی ہوئی چیز اس کی راہ میں خرچ کرتی ہوئی نظر آتی

ہیں۔ اپنی زندگی کے ان لمحات تک جن میں وہ بالکل صحت مند وتندرست تھیں کوئی چیز کوئی نعمت گھر آ جاتی تو اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھتیں جب تک تقسیم نہ کر لیتیں رشتہ داروں اور محلہ داروں تک نہ بھجوا لیتیں۔

وہ بہت دانا صابر اور بڑی حوصلہ مند خاتون تھیں انہوں نے حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کو گھر بار بچوں رشتہ داروں کی ذمہ داریوں سے آزاد رکھا تھا تا کہ آپ پوری دلجمعی سے اپنے مشن کی تکمیل کریں گھر کا فکر مہمانوں کی آو بھگت بچوں کی دیکھ بھال رشتہ داروں سے تعلق ملنا ملانا اور دوسری ساری ذمہ داریاں اپنے ذمہ لے لیں یہاں تک مجھے یاد ہے ہمارے چھوٹے بھائی ابوالحسن محمد شاہ جواب ماشاء اللہ جامعہ الازہر مصر سے پی ایچ ڈی کر رہے ہیں، بچپن میں بہت زیادہ بیمار ہو گئے ایک دفعہ وہ اتنے شدید بیمار ہوئے کہ امی جان ان کو لے کر لاہور میو ہسپتال میں تین ماہ رہیں جہاں ہمارے چچا جان ڈاکٹر محبوب شاہ صاحب نے ان کی دیکھ بھال کی ابا جان کبھی کبھی تشریف لے جاتے خیریت دریافت کرتے اور واپس مگھال شریف جہاں آپ تفسیر ضیاء القرآن پر تحقیقی کام کر رہے تھے، تشریف لے جاتے میں نے کبھی اپنی ماں کو گلہ شکوہ کرتے نہیں دیکھا۔ ایک کامیاب آدمی کے پیچھے ایک عورت ہوتی ہے اس کا نظارہ ہم نے اپنی آنکھوں سے کیا اپنی روزمرہ زندگی میں دیکھا۔

وہ بہت زیرک اور دانا تھیں معاملہ فہمی اور حوصلہ مندی ان کا وصف تھا وہ فیصلہ اس وقت کرتیں جب ہم جیسے کند ذہن اس کے بارے میں سوچنا بھی گوارا نہ کرتے۔ خاندانی معاملات میں ایسے ایسے مشکل مرحلے در پیش آئے کہ ہم سب ماضی میں بھٹکتے رہتے ان کی دور رس نگاہ معاملے کی تہہ تک پہنچتی حال میں دیکھتی اور مستقبل سنوارنے کے فیصلے کرتی نہ انہوں نے کبھی چھوٹی بات سوچی اور نہ ہی اسے قابل اعتناء سمجھا ہمیشہ نگاہ بلند رکھی۔

ان کا یہ اعزاز ہی کم نہ تھا کہ وہ قبلہ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شریک حیات تھیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ان کی دانائی و عقلمندی ان کی بہادری و جرأت مندی ان کی استقامت ان کا

شیر جیسا حوصلہ ان کی سخاوت بندگان خدا کی ان تھک خدمت، تنگی سے خوشحالی تک اپنے رب کی رضا میں راضی وہ اوصاف حمیدہ ہیں کہ وہ اس قابل تھیں کہ ان کا ہمسفر پیر کرم شاہ ہی ہوتا۔ دونوں بے مثال اور نادر ہستیاں تھیں۔ دونوں کے چہرے نور الٰہی سے اس قدر تاباں تھے کہ کوئی نظر بھر کر دیکھ نہ پاتا۔ فقیری میں بھی شاہوں جیسا جلال جھلکتا تھا جب بات کرتے تو اس قدر مہربان اور نرم خو کہ بتانے والے پر اپنا دل چیر کر رکھ دینے کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

وہ بہت مضبوط اعصاب کی مالک تھیں بے جا لاڈ پیار کی سخت مخالف تھیں اپنے بچوں پر کڑی نظر رکھتیں۔ قبلہ ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بے انتہا مصروفیات کی وجہ سے اور ذمہ داریوں کے علاوہ بچوں کی کردار سازی بھی ان کے ذمہ تھی، بچپن میں ہماری معمولی سی معمولی غلطی بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی وہ فوراً بھانپ جاتیں اور ضرورت پڑنے پر سخت سزا دینے سے نہ چوکتی تھیں نہ فضول باتیں پسند کرتیں نہ ہمیں کرنے دیتیں گلہ نہ کرتیں نہ غیبت کو پسند فرماتیں بہت شدت سے روکتیں اور اللہ کی ناراضگی سے آگاہ کرتیں۔

اپنے بلند مشن کی تکمیل کیلئے اپنے ارفع مقصد کے حصول کے لئے میں نے دونوں یعنی اپنے بابا جان اور اماں جان کو ساری زندگی مجاہدہ کرتے پایا، حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ تو ضیاء کی تلاش میں سرگرداں تھے، میری ماں راستے میں آنے والے اندھیروں میں چراغاں کر رہی تھیں آپ تفسیر ضیاء القرآن رقم فرما رہے تھے تو میری ماں راہوں میں بکھرنے والے روڑے کنکر اٹھا کر رستہ صاف کر رہی تھیں آپ نے دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کی کامیابی کے لئے دن رات ان تھک کوششیں کیں تو میری ماں طلبہ کے کھانے کا بندوبست کرنے اور کروانے میں مشغول رہیں۔ آپ حصول منزل اور مقصد حیات کو پانے کے لئے مشکل راہوں، کٹھن گھاٹیوں، تپتے صحراؤں سے ایک جری اور دلیر سپہ سالار کی طرح گزرتے چلے جا رہے تھے تو میری ماں ایک جانباز مجاہدہ کی طرح قدم سے قدم ملائے

دوڑی چلی جارہی تھیں کسی لمحہ نہ گھبرائیں نہ جھکیں نہ تنگی داماں کا گلہ کیا نہ کٹھن راہوں کی کٹھائی نہ دشوار گزار راہوں کی سختی کی شکایت کی ہمیشہ ہمت و حوصلہ سے مسکراتے ہوئے تاباں چہرے کے ساتھ اپنے ہمسفر کے ہمراہ رہیں۔

"میری ہر کامیابی میری ہر ترقی میرے ہر کمال ہر تحقیق میں تمہاری ماں برابر کی حصہ دار ہے۔ میرے مشن کے کٹھن مراحل میں جس طرح انہوں نے میرا ساتھ دیا، اگر اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور ان کی معیت اور تعاون نہ ہوتا تو میں یہ سارے امور انجام نہ دے سکتا۔"

یہ وہ خراج محبت ہے جو قبلہ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ اکثر ہماری والدہ محترم کو پیش فرماتے۔ آپ زندگی کے آخری ایام میں بار بار اس کا ذکر کرتے جب آپ نے تفسیر ضیاء القرآن مکمل کی تو آپ امی جان کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تا کہ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اپنی کاوش اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ پیش کریں جو ہر ساعت ان کے ہمقدم تھیں۔

سنہرا دور اور سہانے لوگ رخصت ہوئے، میں اور میرے بہن بھائی اگر رب العزت کے اس احسان کا ہی شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں ان دو بے مثال ہستیوں کے گھر پیدا فرمایا ہمیں یہ فخر بخشا کہ ہم انہیں اپنا ماں باپ کہہ کر پکاریں ان کے دنیاوی اور روحانی ورثہ کے حقدار ہوں لوگ ہمیں ان کی نسبت سے پہچانیں، شکر کرتے اس کی حمد کے ترانے گاتے عمر بیت جائے لیکن حق ادا نہ ہو سکا۔

؎ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔